مستقبل کے اوزار

"خیمہ سازی" اُن ملکوں کے لیے ایک مؤثر حکمتِ عملی ہے جن کے دروازے روایتی مشنوں اور ترویج مسیحیت کے دوسرے ذرائع کے لیے بند ہیں۔ سی ایٹل سے کام کرنے والی تنظیم World Concern کے سابق صدر فریڈ گریگوری کے الفاظ میں "روایتی مشنری ویزا حاصل کرنا وقت کے ساتھ ساتھ مزید مشکل ہوتا جائے گا۔ ہمیں خدا کی بادشاہت کے لیے کام کے دُوسرے ذرائع اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔"

گریگوری کی رائے ہے کہ بیرون ملک دینی اعتبار سے جو مضبوط چرچ ہیں، وہی تبدیلی کا باعث ہیں۔ اُنہیں مناّدوں، اساتذہ اور منتظمین کی اتنی ضرورت نہیں، جتنی زراعت، انجینئرنگ اور اطلاعات و نشریات کی ٹیکنالوجی سے واقف لوگوں کی ہے۔

Intent کے گنٹر کہتے ہیں کہ آج جب جدّت اور سرمایہ داری تیزی سے عالمی ثقافتوں کو یک جا کررہی ہیں۔ اس پس منظر میں جتنی آج خیمہ سازوں کی ضرورت ہے، کبھی اس سے پہلے نہ تھی۔ جدّت میں امید کی ایک کرن یہ ہے کہ آج ہمارے سامنے مختلف ثقافتوں سے نبٹنے کے جتنے ان گنت راستے ہیں اتنے پہلے کبھی نہ تھے۔ خیمہ سازی بنیادی حکمت عملی نہیں، بلکہ تکمیلی حکمت عملی ہے۔ یہ کسی طرح ہر درد کی دوا نہیں، لیکن میرے خیال میں اُس پروگرام کا حصہ ہے جو خداوند اگلے پچاس برسوں میں رو بہ عمل لائے گا۔"

ایشیا

ازبکستان: آرتھوڈوکس چرچ اور مسلمانوں کے درمیان "تعاون"

سابق سوویت یونین کی ٹوٹ پھوٹ کے بعد مغربی یورپ اور شمالی امریکہ کے مسیحی تبشیری اداروں نے نو آزاد ریاستوں، اور بالخصوص مسلمان ریاستوں کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا ہے۔ ایونجلیکل، بپٹسٹ، مورمن اور یہوواہ وٹنسز سب ہی میدان میں کود پڑے ہیں اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش میں ہیں۔ ان کے علاوہ متعدّد "خیمہ ساز" تاجروں، انجینئروں، ڈاکٹروں اور ماہرینِ زراعت کے پردے میں کام کررہے ہیں۔ مسیحی تبشیری سرگرمیاں وسطی ایشیا کی ریاستوں کی آبادی کے لیے بحیثیتِ مجموعی تشویش کا باعث بن رہی ہیں۔ ایونجلیکل جریدے "کرسچنٹی ٹوڈے" کی اطلاع کے مطابق قزاقستان، تاجکستان، ترکمنستان اور ازبکستان کے روسی آرتھوڈوکس اور مسلم رہنماؤں نے

غیر ملکی تبشیری سرگرمیوں کے خلاف باہم تعاون کرنے کا معاہدہ کیا ہے۔ گزشتہ سال اکتوبر میں یہ رہنما تاشقند میں جمع ہوئے تھے اور بین المذاہب تعاون کا یہ معاہدہ سامنے آیا جس کی نظیر خطّے کی تاریخ میں اِس سے پہلے نہیں ملتی۔ (کرسچنٹی ٹوڈے، ۱۱ دسمبر ۱۹۹۵ء)

پاکستان: مجوّزہ انتخابی اصلاحات پر مسیحی ردِ عمل

[وفاقی کابینہ کی حالیہ مجوّزہ اصلاحات کے انتظامی اور نظریاتی پہلوؤں پر وطنِ عزیز کے مختلف حلقوں کا ردِعمل سامنے آ گیا ہے۔ اُن حلقوں کی طرف سے جو وطنِ عزیز کو سیکولر۔ لبرل اقدار کے مطابق ڈھالنے کے خواہش مند ہیں، اصلاحات کے نظریاتی پہلو پر خوشی کا اظہار توقع کے خلاف نہیں۔ اِسی طرح وطنِ عزیز کی نظریاتی اسلامی اساس کے حوالے سے سوچنے والوں نے جو کچھ کہا، وہ بھی چنداں تعجب انگیز نہیں۔ اس موقع پر مسیحی برادری نے بظاہر جس "خیر مقدمی" ردِعمل کا اظہار کیا ہے، کیا اِسے اُن کا "دلی اطمینان" کہا جا سکتا ہے؟ اِس سوال کا جواب اصلاحات تجویز کرنے والوں اور نظریاتی حوالے سے حسّاس شہریوں کے لیے یکساں طور پر اہم ہے۔ ذیل میں پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" (لاہور) کا اداریہ، جسٹس اینڈ پیس کمیشن آف میجر ریلیجس سپیریرز کی قرار داد اور ڈاکٹر جان جوزف (بشپ آف فیصل آباد) کا بیان، جو اُنھوں نے ایک پریس کانفرنس میں دیا، نقل کیا جاتا ہے۔ شاید حالات کو سمجھنے میں ان سے مدد ملتی ہے۔ مدیر]

خوش آئند اقدام

۲۶ فروری کو وزیرِ اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کی صدارت میں وفاقی کابینہ کے اجلاس میں جہاں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ایک ساتھ کروانے اور شناختی کارڈ کی پابندی ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ٹ وہاں اقلیتوں کے لیے دوہرے ووٹ کا حق دینے کا بھی فیصلہ کیا گیا، جو ایک بہت اہم اور قابل ستائش فیصلہ ہے۔

جداگانہ طرزِ انتخابات کسی بھی طرح جمہوری عمل کا حصّہ نہیں ہے، بلکہ یہ خاص قسم کا مذہبی اور سماجی تعصّب ہے۔ ملکی ساکھ کو برقرار رکھنے کے لیے اس تعصّب کو ختم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے اور دوسرا یہ کہ جداگانہ طرزِ انتخابات کسی منتخب اسمبلی کی متفقہ رائے کا نتیجہ نہیں، بلکہ اسے جنرل ضیاء الحق نے ایک مارشل لاء آرڈر کے تحت نافذ کیا تھا۔ یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ کسی بھی منتخب حکومت کا یہ فرضِ اوّلیں ہے کہ وہ ملک کے ایک طبقے کو قومی دھارے میں واپس لائے جسے خاص مفاد